آدمی میں ظرفِ "اخلاقِ الٰہی" بھی تو ہے
کسب کر سکتا نہیں کیا آدمیت کی صفات؟

پہلے بھی تم فاتحِ عالم تھے حزم و جزم سے
ہو اگر احساس، پھر ممکن ہے فتحِ شش جہات

آدمی بھولا ہوا ہے اپنی فطری قوتیں
دوسروں کے آسرے پر ہے اسی زعمِ نجات

مرثیہ خوانی، قصیدہ گوئی، رسمی شاعری
ہو نہیں سکتی کفیلِ ارتقائے قومیات

ہے ضروری قوتِ خود اعتمادی و عمل
زندگی ممکن نہیں ہے بر سبیلِ ظنیات

اک حیاتِ نو کی پھر تمہید ہونی چاہیے
ہو چکی تقلید، اب تجدید ہونی چاہیے

غزل

از جناب احسان دانش صاحب کاندھلوی

اگر محبت کے مدعی ہو تو یہ رویہ روا نہیں ہے
جو شکوہ ہے روبرو نہیں ہے جو بات ہے برملا نہیں ہے

یہ روز تجدید عہدِ الفت، یہ روز پیمانِ دلنوازی
ہزار تسلیم کر رہا ہوں مگر یقینِ وفا نہیں ہے

یہ آسماں پر ہجومِ انجم، زمیں پہ انبوہِ لالہ و گل
تجلیاں سی تجلیاں ہیں کہ ہوشِ عالم بجا نہیں ہے

عجب نہیں زحمتِ وفا سے مجھے کسی دن نجات دیدے
یہی مری بے زباں محبت جو در خورِ اعتنا نہیں ہے

مرے سفینے کو تند طوفاں جدھر بہالے ادھر بہادے
مجھے تلاشِ خدا ہے آخر نہ ہو اگر ناخدا نہیں ہے

جتا کے مجبوریِ محبت، امیدِ مہر و وفا کے معنی؟
میں خود ہوں اپنا سکون دشمن کسی کی کوئی خطا نہیں ہے

غمِ دو عالم خدا کے شایاں، غمِ زمانہ سے خوش زمانہ
زہے غمِ ارزانیِ محبت مجھے غمِ ماسوا نہیں ہے

بجا بجا بے شمار عارض نظر نظر کو ترس رہے ہیں
مگر یہ دل کا معاملہ ہے نگاہ سے واسطہ نہیں ہے

تو لاکھ نامہرباں ہے لیکن میں ایسا محسوس کر رہا ہوں — تمام دنیا میں جیسے کوئی ترے سوا آسرا نہیں ہے
غمِ محبت سے دور ہٹ کر بھی سینکڑوں مشکلیں ہیں لیکن — وہ آنسوؤں میں نمک نہیں ہے وہ تلخیوں میں مزا نہیں ہے
مری محبت عقیدتوں میں پرستشوں کی حدوں سے گذری — مگر وہ یوں بے نیاز مجھ سے کہ جیسے میرا خدا نہیں ہے
حسین چہروں کی آڑ لیکر جنوں کو آواز دینے والے! — نگاہ سے ماورٰی سہی تو شعور سے ماورٰی نہیں ہے
مرے مصائب نفس نفس پر ترے کرم ہی پہ مطمئن ہیں — وہ لوگ کس طرح جی رہے ہیں جنھیں ترا آسرا نہیں ہے
یہ جانتا ہوں تری نظر ہے بلند شخصیتوں کی جویا — مگر کبھی ماننا پڑیگا جو میں ہوں وہ دوسرا نہیں ہے
یہ تیرے جلوہ کو جس نے جلوہ بنا دیا تہمتیں اٹھا کر — مرا وہ ذوقِ نظر سلامت خدا کی دنیا میں کیا نہیں ہے
میں حاسدانہ مخالفت کو بصیرتوں سے پرکھ رہا ہوں — مرے مذاقِ ادب سے میرا عدو ابھی آشنا نہیں ہے

بجا کہ احسانؔ نامرادی امید کی اک سزا ہے لیکن
خدا مرے دوستوں کو رکھے کہ دشمنوں سے گلہ نہیں ہے

تصحیح

برہان کی اشاعتِ گذشتہ میں صفحہ ۳۷ پر ساتویں رباعی میں ایک لفظ "تشہید" چھپ گیا ہے جس پر ادارۂ برہان کی طرف سے ایک نوٹ بھی لکھا گیا تھا۔ اب مولانا سیماب اکبرآبادی کے خط سے معلوم ہوا ہے کہ یہ لفظ دراصل "تشیید" تھا جو ناقل کی غلطی سے تشہید لکھا گیا اور برہان میں بھی اُس کی کتابت نقل کے ہی مطابق ہوئی۔ ناظرین اس کی تصحیح کرلیں۔ اس کے علاوہ تیسری رباعی میں "نہ اٹھے" کی جگہ "نہ جھکے" اور "زبان پہ" کی بجائے "زبان پر" پڑھنا چاہیئے۔

(برہان)